شیخ محمد صالح المنجد

'صلاۃ حاجت' کی شرعی حیثیت

سوال: نمازِ حاجت بارہ رکعت پڑھی جاتی ہے اور ہر دو رکعت کے درمیان تشہد اور آخری تشہد میں اللہ کی حمد وثنا اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھ کر پھر سجدہ کرتے ہیں۔ سجدہ میں سات بار سورۃ الفاتحہ اور سات بار آیۃ الکرسی اور دس بار لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير پڑھ کر پھر یہ کہتے ہیں: اللهم إني أسألك بمعاقد العز من عرشك ومنتهى الرحمة من كتابك واسمك الأعظم وجدك الأعلى وكلماتك التامة... پھر ہم اپنی ضرورت طلب کرتے اور سجدہ سے اپنا سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیر دیتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ

مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا ہے، میں نے دورانِ تعلیم اس نمازِ حاجت کا تجربہ بھی کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی۔ اب مجھے پھر ایک ضرورت پیش آئی ہے جو میں اللہ سے طلب کرنا چاہتی ہوں، اس کے لیے نماز حاجت ادا کروں یا نہ کروں، کیا اس کا کوئی خاص فائدہ ہے؟ آپ مجھے کیا نصیحت فرماتے ہیں؟

جواب: الحمد للہ! نمازِ حاجت کا ذکر چار احادیث میں ملتا ہے، جن میں سے دو احادیث تو موضوع اور من گھڑت ہیں۔ اور ان دو حدیثوں میں سے ایک میں بارہ اور دوسری حدیث میں دو رکعت کا ذکر ملتا ہے، اور تیسری حدیث بھی بہت زیادہ ضعیف ہے، اور چوتھی حدیث بھی ضعیف ہے اور ان دونوں حدیثوں میں دو رکعت کا ذکر ہوا ہے۔

① پہلی حدیث وہ ہے جس کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے اور یہ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"تم بارہ رکعتیں دن میں یا رات میں کسی وقت ادا کرو اور ہر دو رکعت میں تشہد پڑھو۔ جب تم اپنی نماز کا آخری تشہد پڑھو تو اس میں اللہ کی حمد وثنا بیان کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر

درود پڑھو، اور سجدہ میں سات بار سورة الفاتحہ پڑھو اور دس بار لا إله إلا الله وحده لاشريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير پھر یہ کلمات کہو اللهم إني أسألك بمعاقد العز من عرشك ومنتهى الرحمة من كتابك واسمك الأعظم وجدك الأعلىٰ وكلماتك التامة اے اللہ ! میں تجھ سے تیرے عرش کی عزت والی جگہوں، تیری کتاب کی کامل رحمت، تیرے بہت زیادہ عظمت والے نام، تیری بلند و بالا بزرگی اور تیرے مکمل کلمات کے ساتھ سوال کرتا ہوں۔

''اور اس کے بعد اپنی حاجت طلب کرو اور سجدہ سے سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیر دو، اور یہ بے وقوفوں کو مت سکھاؤ کیونکہ وہ اس سے مانگیں گے تو ان کی دعا قبول کر لی جائے گی۔''

اسے علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے الموضوعات: ۶۳/۲ میں عامر بن خداش عن عمرو بن ہارون بلخی کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بلخی کی ابن معین سے تکذیب نقل کی ہے، اور کہا ہے کہ سجدہ میں تلاوتِ قرآن کی ممانعت صحیح ثابت ہے۔[1]

اور اس دعا معاقد العز من عرش اللہ سے مقصود میں علمائے کرام کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے جو شرع میں وارد نہیں بلکہ بعض اہل علم، جن میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں، نے یہ دعا کرنے سے منع کیا ہے، کیونکہ یہ بدعتی وسیلہ میں سے ہے، اور کچھ دوسرے علما نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ ان کا اعتقاد ہے کہ اللہ کی صفات میں سے کسی بھی صفت کا وسیلہ جائز ہے، اس لیے نہیں کہ ان کے ہاں مخلوق کا وسیلہ جائز ہے۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''میں کہتا ہوں: لیکن جس اثر اور روایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ باطل ہے صحیح نہیں۔ اسے ابن جوزی نے 'الموضوعات' میں روایت کیا ہے اور کہا ہے: یہ حدیث بلا شک و شبہ موضوع ہے، اور حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے نصب الرایۃ (۲۷۳) میں ان کے اس فیصلے کو برقرار رکھا ہے۔''

اس لیے اس سے دلیل پکڑنا صحیح نہیں، اگرچہ قائل کا قول ہی ہو کہ أسألك

۱ الموضوعات: ۶۳/۲ اور ترتیب الموضوعات از امام ذہبی: ۱۶۷

بمعاقد العز من عرشك جو اللہ کی صفات میں سے ایک صفت کے ساتھ وسیلہ ہے، اور دوسرے دلائل کے ساتھ یہ توسل مشروع ہے جو اس موضوع احادیث سے غنی کر دیتی ہیں۔ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"أسألك بمعاقد العز من عرشك یعنی ان خصلتوں کے ساتھ جن کا عرشِ عزت مستحق ہے، یا ان کے منعقد ہونے کی جگہوں کے ساتھ، اور اس کے معنیٰ کی حقیقت یہ ہے کہ تیرے عرش کی عزت کے ساتھ، لیکن ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب اس لفظ کے ساتھ دعا کرنا مکروہ سمجھتے ہیں۔"

اگر تو اس جملہ سے وہ خصلتیں مراد لی جائیں جن کا عرشِ عزت مستحق ہے، تو یہ اللہ کی صفات میں سے ایک صفت سے توسل ہوا، لہٰذا جائز ہوگا۔ لیکن دوسری وجہ کی بنا پر جو کہ عرش سے عزت کے حصول کی جگہوں والا معنیٰ ہے تو یہ مخلوق سے توسل ہے، اس لیے جائز نہیں، بہر حال یہ حدیث کسی بحث و تمحیص کی مستحق نہیں اور نہ ہی تاویل کی، کیونکہ یہ حدیث ثابت ہی نہیں، اس لیے اوپر جو بیان ہوا ہے اس پر اکتفا کرتے ہیں۔" علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔[1]

اور شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" اس حدیث میں غرابت پائی جاتی ہے جیسا کہ سائل نے بیان کیا ہے کہ قیام کے علاوہ رکوع یا سجدہ میں سورۃ الفاتحہ مشروع ہے، اور یہ تکرار کے ساتھ ہے، اور پھر سوال میں یہ بھی ہے کہ أسألك بمعاقد العز من عرشك جیسے اور کلمات بھی ہیں اور یہ سب اُمور غریب ہیں، اس لیے سائل کو چاہیے کہ وہ اس حدیث پر عمل مت کرے۔ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو صحیح احادیث ثابت ہیں جن میں کوئی اشکال بھی نہیں جن میں نوافل اور عبادات و اطاعت کا بیان ملتا ہے ان احادیث میں ہی ان شاء اللہ کفایت ہے۔"[2]

مزید برآں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع اور سجدہ میں قرآنِ مجید کی تلاوت سے منع فرمایا ہے۔

---

۱ التوسل: انواعہ واحکامہ: ۴۸-۴۹

۲ المنتقی من فتاوی شیخ فوزان: ۱/۴۶

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
"مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع اور سجدہ میں قراءت کرنے سے منع فرمایا۔"[1]

(۲) نمازِ حاجت کے متعلق دوسری حدیث درج ذیل ہے:
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"میرے پاس جبریل علیہ السلام کچھ دعائیں لے کر آئے اور کہا: اگر آپ کو کوئی دنیاوی پریشانی ہو تو آپ یہ دعائیں پڑھ کر اپنی ضرورت مانگیں:
يا بديع السموات والأرض، يا ذا الجلال والإكرام، يا صريخ المستصرخين، يا غياث المستغيثين، يا كاشف السوء، يا أرحم الراحمين، يا مجيب دعوة المضطرين ، يا إله العالمين ، بك أنزل حاجتي وأنت أعلم بها فاقضها[2]
"اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے، یاذاالجلال والاکرام، اے لوگوں کی پکار سننے والے، اے مدد طلب کرنے والوں کی مدد کرنے والے، اے تکلیف کو دور کرنے والے، اے ارحم الراحمین، اے مجبور ولاچار کی دعا قبول کرنے والے، یااللہ العالمین، مجھے ضرورت اور حاجت ہے اور تو اسے زیادہ جانتا ہے میری اس حاجت کو پورا فرما۔"

(۳) تیسری حدیث درج ذیل ہے:
حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جس کسی کو بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب یا پھر کسی بنی آدم کی طرف کوئی حاجت ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت ادا کرکے اللہ کی حمد وثنا بیان کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور پھر یہ کلمات کہے: لَا إِلَهَ إِلاَّ اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلاَمَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لاَ تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلاَّ غَفَرْتَهُ وَلاَ هَمًّا إِلاَّ فَرَّجْتَهُ وَلاَ حَاجَةً

۱ صحیح مسلم: ۴۸۰
۲ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ: ۵۲۹۸

هِيَ لَكَ رِضًا إِلاَّ قَضَيتَهَا يا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ[1]

"اللہ حلیم و کریم کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اللہ پاک ہے جو عرش عظیم کا پروردگار ہے، سب تعریفات وحمد اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اے اللہ میں تجھ سے تیری رحمت واجب کرنے والے اُمور طلب کرتا ہوں، اور تیری بخشش کا طلبگار ہوں، اور ہر نیکی کی غنیمت چاہتا ہوں، اور ہر گناہ سے سلامتی طلب کرتا ہوں، میرے سب گناہ معاف کر دے، اور میرے سارے غم و پریشانیاں دور فرما، اور تیری رضا وخوشنودی کا، جو بھی حاجت وضرورت ہے، وہ پوری فرما اے ارحم الراحمین!"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، اور اس کی سند پر کلام کیا گیا ہے۔ اور علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف الترغیب: ۴۱۶ میں ذکر کیا اور اسے ضعیف جدّاً قرار دیا ہے۔

④ چوتھی حدیث یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"اے علی! کیا میں تجھے ایک دعا نہ سکھاؤں جب تجھے کوئی غم و پریشانی ہو تو اپنے ربّ سے دعا کرو تو اللہ کے حکم سے یہ دعا قبول ہو اور تیری پریشانی و غم دور ہو جائے؟
وضو کر کے دو رکعت ادا کرو اور اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور اپنے لیے اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے لیے بخشش کی دعا کر کے یہ کلمات ادا کرو:

اللهم أنت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون لا إله إلا الله العلي العظيم لا إله إلا الله الحليم الكريم سبحان الله ربّ السماوات السبع وربّ العرش العظيم الحمد لله رب العالمين اللهم كاشف الغم مفرج الهمّ مجيب دعوة المضطرين إذا دعوك رحمن الدنيا والآخرة ورحيمهما فارحمني في حاجتي هذه بقضائها ونجاحها رحمة تغنيني بها عن رحمة من سواك[2]

"اے اللہ تو اپنے بندوں کے مابین فیصلہ کرنے والا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے

1 جامع ترمذی: ۴۷۹ قال الالبانی: ضعیف جدا؛ سنن ابن ماجہ: ۱۳۸۴
2 سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ: ۵۲۸۷

ہیں، اللہ علی وعظیم کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اللہ حلیم وکریم کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، آسمان وزمین اور عرش عظیم کا مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ پاک ہے، سب تعریفات اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اے غموں کو دور کرنے والے، اور پریشانیوں کو دور کرنے والے، مجبور ولاچار کی دعا کو قبول کرنے والے، دنیا وآخرت کے رحمن اور دونوں کے رحیم، میری اس حاجت وضرورت میں مجھ پر رحم فرما کر اس ضرورت کو پورا کر اور مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے تیری رحمت کے علاوہ باقی سب سے مستغنی کر دے۔"

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے الترغیب: ۴۱۷ میں ضعیف قرار دیا اور کہا ہے کہ اس کی سند مُظلم یعنی اندھیری ہے، نیز اس میں ایسے رُواۃ ہیں جو معروف نہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اس نماز کے متعلق کوئی حدیث صحیح نہیں، اس لیے مسلمان شخص کے لیے یہ نماز ادا کرنا مشروع نہیں، بلکہ اس کے مقابلہ میں جو صحیح احادیث میں نمازیں اور دعائیں اور اذکار ثابت ہیں وہی کافی ہیں۔

دوم: سوال کرنے والی محترمہ کا یہ کہنا کہ میں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور اسے فائدہ مند پایا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی لوگ ایسی بات کر چکے ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ اس طرح کے اقوال اور تجربات سے شریعت ثابت نہیں ہوتی اور کوئی امر مشروع نہیں ہو جاتا۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"صرف تجربہ کی بنا پر ہی سنت ثابت نہیں ہو جاتی اور نہ ہی دعا کی قبولیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ قبولیّت کا سبب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ تو سنّت کے علاوہ کسی اور چیز کے توسّل سے بھی دعا قبول فرلیتا ہے، کیونکہ اللہ ارحم الراحمین ہے، اور بعض اوقات دعا کی قبولیت بتدریج ہوتی ہے۔"[1]

اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

"اور جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ فلان شخص نے اس کا تجربہ کیا تو اسے صحیح پایا، اور فلان نے بھی تجربہ کیا تو اسے صحیح پایا، یہ سب اس حدیث کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں

[1] تحفۃ الذاکرین: ۱۴۰

کرتا، بعض اوقات انسان کوئی تجربہ کرتا ہے اور اسے اس کا مقصود حاصل ہو جاتا ہے تو یہ اس کے متعلق جو کچھ کہا گیا یا جو وارد ہوا ہے اس کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا، کیونکہ ہو سکتا ہے اس کا حصول قضاو قدر سے ہوا ہو، یا پھر فاعل کے لیے ابتلاو امتحان ہو، تو کسی چیز کا ہو جانا اس کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔"[1]

نمازِ حاجت کے متعلق ایک اور فتویٰ

سوال: میرا سوال نماز حاجت کے متعلق ہے۔ یہ کتنی بار ادا کرنی چاہیے، اور اس کی ادائیگی کب ممکن ہے؟ کیا نمازِ حاجت اس وقت ادا کی جائے جس میں دعا کی قبولیت متوقع ہو؟

جواب: مسلمان کے لیے مشروع یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے جو اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ میں مشروع کی ہے، اور نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، اور اس لیے بھی کہ عبادت توقیفی ہوتی ہے، جس میں کوئی کمی و بیشی نہیں ہو سکتی۔ اور اس لیے کسی بھی عبادت کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ یہ عبادت مشروع ہے، لیکن جب صحیح دلیل ہو تو مشروع کہا جا سکتا ہے۔ جسے نماز حاجت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، ہمارے علم کے مطابق یہ ضعیف اور منکر قسم کی احادیث میں وارد ہے، جن احادیث سے کوئی حجت اور دلیل نہیں لی جا سکتی، اور نہ ہی عمل کرنے کے لیے ان احادیث کو دلیل بنایا جا سکتا ہے۔[2]

نماز حاجت کے متعلق حدیث یہ ہے جو عبد اللہ بن ابی اوفی اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"ہمارے پاس رسول ﷺ آئے اور فرمانے لگے: جس کسی کو اللہ تعالیٰ یا کسی مخلوق کے سامنے ضرورت اور حاجت ہو تو وہ شخص وضو کر کے دو رکعت ادا کرے اور پھر یہ کہے: لا إِلَهَ إِلا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ أَسْأَلُكَ أَلا تَدَعَ لِي ذَنْبًا إِلا غَفَرْتَهُ وَلا هَمًّا إِلا فَرَّجْتَهُ وَلا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلا قَضَيْتَهَا لِي[3]

۱ المنتقی من فتاوی شیخ فوزان: ۱/۴۶

۲ فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء: ۸/۱۶۲

۳ سنن ابن ماجہ: ۱۳۸۴

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ حلیم و کریم ہے، اللہ تعالیٰ پاک ہے، جو عرشِ عظیم کا رب ہے۔ سب تعریفات اللہ ربّ العالمین کے لیے ہیں، اے اللہ میں تیری رحمت کو واجب کرنے والی اشیا کا طالب ہوں اور تیری مغفرت کا، اور ہر نیکی کی غنیمت چاہتا ہوں، اور ہر گناہ سے سلامتی۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے سارے گناہ معاف کر دے، اور سارے غم اور پریشانیاں دور کر دے، اور جس حاجت میں تیری رضا ہے وہ میرے لیے پوری کر دے۔ پھر دنیاوی اور آخرت کے معاملات سے جو چاہے سوال کرے، اسے دیا جائے گا۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، اس کی سند میں کلام ہے کیونکہ فائد بن عبد الرحمٰن کی حدیث میں ضعف بیان کیا جاتا ہے اور علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ ضعیف جدا ہے۔ امام حاکم کہتے ہیں: فائد بن عبد الرحمٰن نے ابو اوفی سے موضوع احادیث روایت کی ہیں۔[1]

صاحب 'السنن والمبتدعات' نے فائد بن عبد الرحمٰن کے متعلق امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد کہا ہے:

"اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ متروک ہے اور ابن العربی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ اور اُن کا کہنا ہے: آپ کو اس حدیث میں جو گفتگو ہے، اس کا علم ہو چکا ہے، اس لیے آپ کے لیے افضل، بہتر اور سلیم یہی ہے کہ آپ رات کے آخری پہر اور اذان اور اقامت کے درمیان اور نمازوں میں سلام سے قبل اور جمعہ کے روز دعا کریں کیونکہ یہ دعا کی قبولیت کے اوقات ہیں، اور اسی طرح روزہ افطار کرنے کے وقت۔ اور پھر آپ کے پروردگار جل شانہ کا فرمان ہے: "تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔" اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو انہیں کہہ دیں یقیناً میں قریب ہوں، دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔"

اور ایک مقام پر اس طرح فرمایا:

"اور اللہ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں، تم اسے ان ناموں سے پکارو۔"[2]

---

١ مشکوٰۃ المصابیح: ١/٤١٧

٢ کتاب السنن والمبتدعات از شقیری: ١٢٤